عرب جمہوریہ مصر ۲۴ ربیع الثانی ۱۴۴۴ھ

وزارت اوقاف ۱۸ نومبر ۲۰۲۲ء

مصر، ملکِ تہذیب و ثقافت

ہمارا وطنِ عزیز مصر، تہذیبوں کا سرچشمہ ہے، جہاں سے علم ورسالت کی شعائیں بلند ہوتی رہی ہیں۔ اسلام اور عرب کے دل کی دھڑکن ہے۔ یہی وہ ملک ہے جس کو قرآن میں امن وامان جیسے الفاظ کے ساتھ یاد کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے: "ادْخُلُوا مِصْرَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ" "مصر میں داخل ہو جاؤ، ان شاء اللہ امن کے ساتھ" [یوسف:۹۹]

مصر خیر وبرکت والا ملک ہے، جس کو اللہ تعالی نے قرآن میں حضرت یوسف علیہ السلام کی زبانی "زمین کے خزانوں" کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے: "قَالَ اجْعَلْنِي عَلَى خَزَائِنِ الْأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ" "اس نے کہا: مجھے زمین (مصر) کے خزانوں کا ذمہ دار بنا دو، بیشک میں حفاظت کرنے والا جاننے والا ہوں" [یوسف:۵۵] یہی وہ زمین ہے جس پر اللہ تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام سے کلام فرمایا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ حضرت ہاجر علیھا السلام بھی اسی ملک سے تعلق رکھتی تھیں۔

ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے مصر اور اہلِ مصر کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرنے کی وصیت فرمائی ہے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: عنقریب تم لوگ مصر کو فتح کرلوگے۔ "القیراط" وہاں کے لوگوں کا تکیہ کلام ہوگا۔ لہٰذا ان کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرنا، کیوں کہ ان کے ساتھ دو رشتے ہیں: ایک ذمت میں آنے کا اور دوسرا رحم کا۔

انسانی تہذیبیں اسی ملک سے شروع ہوتی ہیں اور یہیں پر آکر ختم ہوتی ہیں۔ لہذا اگر یہاں کی تاریخ کو دیکھا جائے تو یہاں پر متعدد زمانوں میں متعدد تہذیبوں نے جنم لیا ہے، چاہے وہ فرعونی تہذیب ہو، یا یونانی تہذیب ہو، چاہے وہ رومی تہذیب ہو یا پھر قبطی یا پھر اسلامی۔ تہذیب و ثقافت کے ہر رنگ و بو کے پھول یہاں پر کھلے ہیں۔ وہ صفت جو یہاں کی عوام کو امتیازی شان بخشتی ہے، وہ یہاں کی عظیم الشان ثقافت و تہذیب ہے، جس میں ہر زمانے میں عفو و درگزر اور الفت و محبت کے عناصر شامل رہے ہیں، جس کا واضح نمونہ یہ ہے کہ تاریخ و تہذیب کے اختلاف کے باوجود یہاں کی عوام ایک رنگ میں رنگی نظر آتی ہے۔ اور یہاں کی ثقافت کی اینٹیں اخلاق و کردار کی بنیاد پر رکھی گئی ہیں، اس کے بنانے والوں کو یہ بات بھلی بھاتی معلوم تھی کہ جس تہذیب کی بنیاد اخلاق و کردار اور عفو و درگزر کے اقدار پر نہیں رکھی جاتی وہ اپنی بربادی کے نظارے خود اپنے ہاتھوں دیکھ لیتی ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ مصری تہذیب نے انسانیت اور علم و حکمت کے فروغ میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے، چنانچہ چاہے طب ہو یا انجینئرنگ، چاہے فلکیات ہو یا ممی سازی، زراعت ہو یا تعمیرات؛ ہر شعبے میں اہلِ مصر نے ہر دور میں نمایاں کارنامے انجام دیئے ہیں۔ بلکہ اگر ان کو "تہذیب گر" کہا جائے پھر بھی یہ غلط نہ ہو گا۔ اہراماتِ مصر کو ہی دیکھ لیجیے، جو کہ دنیا کے سات عجوبوں میں سے ایک عجوبہ ہے، وہ آج بھی یہاں کی عظیم تہذیب کا اور اس کے کاریگروں کی فنکاری کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ انسانیت نے جب سے اس دنیا میں جنم لیا ہے اس وقت سے لے کر اب تک یہاں کی تہذیب نے انسانی تہذیب پر اپنے علم و فن کا اثر چھوڑا ہے۔ حضرت ادریس علیہ السلام کہاں کے تھے؟ مصر کے! ان کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قلم سے لکھنا شروع کیا۔ امام

مناوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "فیض القدیر" میں لکھتے ہیں: آپ وہ پہلے انسان تھے جس نے (قلم) سے لکھا اور علم حساب کے بارے میں غور وفکر کیا۔ اور آپ آگے لکھتے ہیں کہ آپ پہلے شخص ہیں جس نے کپڑوں کو سلا اور سلے ہوئے کپڑے زیب تن کیے۔ اور یہ داستانِ علم وفن انہیں پر آکر رک نہیں جاتی ہے، بلکہ ان کے علاوہ اور بھی مصر کے بہت سے ایسے بیٹے ہوئے ہیں جنہوں نے مختلف میدانوں میں مہارت حاصل کی ہے۔

برادرانِ اسلام!

مصر کی تاریخ میں غور کرنے والے پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ پریشانی اور قحط کے وقت میں مصر دنیا کے لیے واحد پناہ گاہ بن کر سامنے آئی تھی۔ چنانچہ اللہ کے نبی حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے وقت میں اپنے پڑوسی ملکوں کو بھوک سے بچانے کے لیے ایک کامیاب پلان بنایا تھا، جس میں محنت ومشقت، زبردست پیداوار، مناسب کھپت اور حکیمانہ طریقے پر اناج وغیرہ کی ذخیرہ اندوزی کرنے کے درمیان قابلِ دید توازن قائم کیا گیا تھا۔ جس کے فضل سے پورے ملک میں خوشحالی اور فراوانی پھیل گئی تھی اور اقتصادی وثقافتی قوت میں غضب کی اٹھان دیکھنے کو ملی تھی۔ جس کے بعد مصر کے خزانوں اور اس کی خیر وبرکات سے حصہ لینے کے لیے دنیا کے ہر خطے سے قافلے نکل پڑے تھے۔

اسی قصے کو قرآن نے حضرت یوسف علیہ السلام کی زبانی کچھ اس انداز میں بیان کیا ہے: "قَالَ تَزْرَعُونَ سَبْعَ سِنِينَ دَأَبًا فَمَا حَصَدْتُمْ فَذَرُوهُ فِي سُنْبُلِهِ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّا تَأْكُلُونَ (٤٧) ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّا تُحْصِنُونَ (٤٨) ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ يَعْصِرُونَ"

"کہا: تم کھیتی کرو گے سات برس لگاتار، تو جو کاٹو اسے اس کی بالی میں رہنے دو مگر تھوڑا جتنا کھالو (۴۷) پھر اس کے بعد سات سخت تنگی والے سال آئیں گے جس میں جو تم نے ان کے لیے پہلے جمع کر رکھا تھا وہ کھا جائیں گے مگر

تھوڑا جو بچا لو(۴۸) پھر ان کے بعد ایک برس آئے گا جس میں لوگوں پر بارش کی جائے گی اور اس میں وہ رس نچوڑیں گے" [یوسف:۴۷-۴۹]، لہذا خوف وہراس میں مبتلا اور بھوک سے تڑپنے والا ہر شخص یہیں پر پناہ لیتا تھا۔اسی طرح یہ ملک ہمیشہ سے ہر طرح کے خطرات اور ان لوگوں کے سامنے پہاڑ کی طرح ڈٹا کھڑا رہا ہے جو اسکے اور اس کے حدود یا پھر اس کے پڑوسی ملکوں کے امن وشانتی کو برباد کرنا چاہتے ہیں۔

جس طرح ماضی میں مصر کی پوری تاریخ انسانی تہذیب پر چھوڑے ہوئے اثرات سے بھری ہوئی ہے، اسی طرح دورِ حاضر میں بھی جمہوری شکل میں مصر اپنی حیرت انگیز اٹیکنگ اور دفاعی قوت، اپنی قیادت کے فولادی ارادوں، اپنی عوام کے عزم واستقلال، تعمیر وترقی کے لیے اپنی انتھک کوششوں، فکری اور عملی دہشتگردی کا سامنا کرنے اور ماحولیاتی سلبی تبدیلیوں کا مقابلہ کرنے میں؛ دنیا کے لیے حیرت وتعجب کا باعث بنا ہوا ہے۔یہی وجہ ہے کہ منفی اثرات کا سامنا کرنے اور ان کا کوئی مناسب حل نکالنے کے لیے اس نے اپنے دامن میں ایسے ایسے قائد جمع کر رکھے ہیں جن کا عالمی سطح پر قد بہت بڑا ہے۔تاکہ وہ اپنی سرزمینِ امن وشانتی سے پوری دنیا کو یہ پیغام بھیج سکے "آؤ انسانی دستور کی روشنی میں انسانی مصلحتوں کے لیے ہم سب ایک ہو کر کام کرتے ہیں!"

اے اللہ! ہمارے ملک مصر اور دنیا کے سبھی ملکوں کی حفاظت فرما!